بحالاتِ موجودہ ''شیعہ سنی مفاہمت'' واقعتاً ناگزیر ہے!

گوجر خان سے ایک فکر انگیز خط

محترمی ومکرمی بانی ومؤسس تنظیم اسلامی
وجناب حافظ عاکف سعید صاحب امیر تنظیم اسلامی پاکستان!

امید ہے مزاج بخیر ہوں گے۔ ''شیعہ سنی مفاہمت کی ضرورت واہمیت'' نامی کتابچہ وہ ارفع وفہمیدہ طرزِ تحریر اور تجویز ہے جو موجودہ دور میں احیائے دین کی محرک ہے' ایک ایسا عظیم الشان محرک جو انقلابی طرزِ فکر اور صحیح العقیدہ بلکہ راسخ العقیدہ لوگوں کی روش ہے۔ احیائے دین کے سلسلہ میں ایسی شہرۂ آفاق اور عمل انگیز تحریر کو وسیع وکثیر الاشاعت روزناموں میں ضرور جگہ دلوانی چاہئے۔ اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کا اہتمام کرنا آج کے دور میں شاید سب سے بڑی نیکی ہے جس کا اجر بھی اسی کی طرح کثیر الجہتی ہوگا' ان شاء اللہ' اور اسی کی ہمیں اللہ عزوجل سے امید رکھنی چاہئے۔

جوں جوں وقت الٹی گنتی گن رہا ہے توں توں خطہ کے اندر نظر آنے والے طوفانوں کے آثار تیزی سے نمایاں ہو رہے ہیں۔ ہمارے کئی دانشوروں نے عراق کی تقسیم کے حوالے سے وہاں فرقہ وارانہ تقسیم (شیعہ اور سنی) کا انذار وتبشیر شروع کر دیا تھا اور یہ بھی forecast کر دیا تھا کہ ایک Dialectic Process معاشرتی ردِّعمل کی شکل میں آ سکتا ہے۔ اب ایسا ہی forecast پاکستان اور ایران کے حوالے سے کیا جا رہا ہے۔ خطہ میں ایک بڑی شیعہ اسلامی ریاست کی موجودگی کے پیش نظر پاکستان میں' جہاں کے عوام آپ کی طرف متوجہ ہیں' رجوع کر رہے ہیں' فرقہ واریت کے حوالے سے شیعہ وسنی عوام کو حقائق سے مکمل طور پر خبردار کر دینا اور انہیں آنے والے شدید خطرے کا شد ومد سے احساس دلانا ایک دینی فرض ہے۔

ہیکل سلیمانی کے بلیو پرنٹ تیار ہو چکے ہیں۔ Temple of Doom دنیا میں معرکۂ کفر واسلام کا موجب ہوگا۔ ایسے میں امریکہ کے جنوبی ایشیا میں خطرناک عزائم ہیں۔ ایسے

میں اگر شیعہ سنی اختلاف جو صدیوں پر محیط ہے' اس کا حل اور پاکستان کے آئندہ اسلامی سیٹ اپ کا تعین نہ کیا گیا تو ہمیں مزید کوڑوں اور عذاب کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ عیاشیوں اور بے فکری میں ڈوبی ہوئی یہ قوم از خود اجتماعی توبہ کی طرف شاید ہی مائل ہو' کیونکہ مشہور ہے کہ جب روم جل رہا تھا تو نیرو بانسری بجا رہا تھا۔

مزید یہ کہ ہمارے اعمال خواہ کتنے ہی اسفل کیوں نہ ہو چکے ہوں ابھی تک ایک جلتی ہوئی چنگاری راکھ کے ڈھیر تلے سانس لے رہی ہے۔ یہ چنگاری شعلے میں تبھی بدل سکتی ہے جب نئی نسل کو ''تقابلِ ادیان'' (Comparative Study of Religions) کی طرف ملتفتِ عمل کر دیا جائے۔ آپ کے اکثر خطابات میں علم کے دو حصوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ علم کی ان دونوں آنکھوں کا بیک وقت کھلنا ضروری ہے۔ یہ مسلمان ہی تھے جو جدید سائنس کے آباء و اَجداد ہیں۔ ہمارے سابقہ ادوار میں Scientific Studies کو دینی علوم کے ساتھ ساتھ پڑھایا جاتا تھا۔ انگریزی زبان تبلیغ و اشاعت کے لئے آج کل کے دور میں جس قدر مؤثر ثابت ہو رہی ہے آج سے پہلے شاید کبھی نہ تھی۔ Qtv پر ڈاکٹر سید ذاکر نائیک' یوسف اسٹیو اور محترم بانی و صدر مؤسس جیسی شخصیات اور اے آر وائی پر ڈاکٹر شاہد مسعود کے End of Times کے پانچ شہرۂ آفاق تہلکہ خیز پروگراموں نے دل جیت لئے ہیں اور اپنا حق ادا کر دیا ہے' لیکن ابھی مزید محنت اور کام باقی ہے۔ ایسے اداروں کا وجود میں لایا جانا ضروری ہو چکا ہے جو فرقہ واریت کے اس ایک عشرہ سے زیادہ عمیق اختلافات' تنازعات اور مآخذ کے جھگڑوں پر ایک جامع ریسرچ کریں' حقائق مبرہن کریں' اور اہم بات یہ ہے کہ ''شیعہ سنی مفاہمت'' طرز کی زیادہ سے زیادہ تحریریں کثیر الاشاعت مؤقر جریدوں میں شائع کروائی جائیں تاکہ عوام پر ہماری بات واضح ہو سکے۔

میں ذاتی طور پر تنظیم اسلامی کو بانی و امیر کی نظریاتی اساسات پر استوار ہوتا دیکھ رہا ہوں۔ نیز ہمیں مسلکی جھنجھٹ سے بھی جان چھڑانی ہوگی۔ ہمیں مسلکی تقابل کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کرتے ہوئے acquired اور revealed علم کی تہہ میں جانا ہوگا اور ''تقابل ادیان'' پر بھی گہری نظر رکھنی ہوگی۔ والسلام

وفا شعار

عدنان شہزاد (گوجر خان)